حیات نبیؐ کی جھلکیاں

رہبر انقلاب اسلامی ولیٔ امر مسلمین آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ الشریف

تمام برادران وخواہران ! اپنے نفس کو تقوائے الٰہی، رفتار وگفتار میں خلوص نیت، صراط مستقیم پر گامزن رہنے کے لئے خدا سے مدد طلب کرنے کی گذارش کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

پیغمبر اکرمؐ اپنے معنوی اور نورانی خصوصیات اور ان بلند وبالا مراتب ودرجات جن کو سمجھنے سے بھی ہم لوگ قاصر ہیں نیز بشری اعتبار سے بھی غیر معمولی شخصیت کے حامل تھے۔خداوندعالم نے آپ کی روحانی اور اخلاقی شخصیت کی اس طرح تربیت کی تاکہ آپ اس عظیم امانت کے بار کو بآسانی سنبھال سکیں۔

بچپن

اگر آپؐ کے بچپن کے دور کو دیکھا جائے تو ایک روایت کی بنیاد پر آپؐ کے والد بزرگوار ولادت سے پہلے اور دوسری روایات کی رو سے ولادت کے کچھ ماہ بعد رحلت فرماگئے۔ اس دور کے رسم ورواج کے مطابق شریف خاندانوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو پاک دامن اور نجیب خواتین کے حوالے کردیا کرتے تھے،لہٰذا آپؐ کو بھی قبیلہ بنی سعد کی ایک شریف خاتون جناب حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کردیا گیا۔انھوں نے تقریباً چھ سال تک آپؐ کی پرورش کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلبؑ کے حوالے کردیا آپ، آنحضرتؐ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ایک شعر میں حضرت عبدالمطلبؑ اس طرح فرماتے ہیں کہ میں رسولؐ خدا کے لئے ماں کی حیثیت رکھتا ہوں۔عبدالمطلبؑ نے آپ کے لئے اس طرح محبت وعطوفت فراہم کی کہ ذرہ برابر بھی ماں باپ کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ سب لوگ اس محبت پر تعجب کرتے تھے۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ بسا اوقات جناب عبدالمطلبؑ کے لئے خانہ کعبہ کے پاس ایک فرش بچھا دیا جاتا تھا اور جوانان بنی ہاشم نہایت عزت واحترام کے ساتھ آپ کے اردگرد جمع ہوتے تھے لیکن جناب عبدالمطلبؑ کی عدم موجودگی میں آنحضرتؐ ہی اس مسند پر رونق افروز ہوتے تھے اور جب جناب عبدالمطلبؑ آتے تھے تو جوانان بنی ہاشم کہتے تھے کہ اٹھو یہ عبدالمطلبؑ کی جگہ ہے لیکن جناب عبدالمطلبؑ فرماتے کہ نہیں ان کی جگہ بھی یہی ہے اور پھر آپ کے پہلو میں بیٹھ جاتے تھے۔ ابھی آپ کی عمر آٹھ سال تھی کہ جناب عبدالمطلبؑ بھی اس دنیا سے گذر گئے۔روایت کے مطابق آپ نے انتقال سے پہلے اپنے فرزند جناب ابوطالبؑ سے عہد لیا اور بہت ہی زیادہ تاکید کے ساتھ بچہ کو آپ کے حوالے کردیا اور کہا جس طرح میں نے اس بچہ کی حفاظت کی ہے اسی طرح اب یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ جناب

ابوطالبؑ نے بھی خوشی خوشی اس ذمہ داری کو قبول کیا۔ اپنے گھر لائے اور پھر آپ نے اور آپ کی زوجہ جناب فاطمہ بنت اسدؑ نے تقریباً چالیس سال تک اپنی جان ومال سے آپ کی حمایت وحفاظت کی۔

اخلاق نبوی

آپؐ کے اندر وہ تمام صفات جمع تھے جو ایک انسان کامل کے اندر موجود ہونا چاہئیں۔ اگر آنحضرتؐ کے اخلاق کو بیان کرنا چاہیں تو آپؐ کے اخلاق کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: ذاتی اخلاق، حکومتی اخلاق (تدبیر امور)

ذاتی اخلاق

آپؐ امین، صادق، صابر، شجاع اور بردبار تھے۔ ہمیشہ مظلوموں کا دفاع کرتے تھے اور آپ کے رفتار وکردار کی بنیاد صدق وصفا پر تھی، آپؐ بدزبان نہیں بلکہ خوش سخن تھے۔ جزیرۂ عرب کے اخلاقی انحطاط کے باوجود آپ عمر کے ہر حصہ میں ایک امین وصاحب کردار کے عنوان سے معروف تھے اور ہر طرح کی آلودگی سے پاک تھے جو زبان زد خاص وعام تھا۔

لباس وجسم کی پاکیزگی، رفتار وگفتار کی صداقت میں منفرد تھے۔ شجاعت کا عالم یہ تھا کہ دشمن کے مقابلہ میں کبھی بھی آپؐ کے پائے ثبات واستقامت میں لغزش نہیں دیکھی گئی۔ آپؐ صاف گو تھے یعنی اپنی بات کو صداقت وصراحت کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ زہد وتقویٰ آپ کا شیوہ تھا۔

المختصر یہ کہ آپ کی ۶۳ سالہ زندگی میں ان خصوصیات اور عالی صفات کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ میں حضرتؐ کی بعض خصوصیات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں:

امانت داری

آپ کی امانت داری کا عالم یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ آپ کو امین کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگ اپنی قیمتی چیزوں کو نہایت اطمینان کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں لاکر رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ دعوت اسلام کے بعد بھی جب کہ قریش کی مخالفت اوج پر تھی لوگ اپنی امانتوں کو حضور کی خدمت میں لاکر رکھتے تھے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جب پیغمبر اکرمؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو لوگوں کی امانتوں کو حضرت علیؑ کے حوالہ کر دیا اور تاکید کی کہ تم چند روز مکہ میں رہو اور لوگوں کی امانتیں واپس کر کے میرے پاس آؤ۔

بردباری

آپ کی بردباری کا عالم یہ تھا کہ جن باتوں کو سن کر اصحاب یا دوسرے افراد بے تاب ہوجایا کرتے تھے آپؐ اس کی تاثیر کا اظہار نہ فرماتے تھے۔ کبھی کبھی مکہ میں آپؐ کے مخالفین آپؐ کے ساتھ نہایت بے ادبی سے پیش آتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ جب جناب ابوطالبؑ کو معلوم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور غصہ میں اپنی شمشیر کو نیام سے باہر نکال لیا اور پھر جس نے جو جسارت کی تھی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا اور کہا اگر کسی نے بولنے کی جرأت کی تو گردن اڑا دوں گا۔

زمانۂ جاہلیت میں ''حلف الفضول'' میں بھی آپؐ شریک تھے۔ ایک مرتبہ کوئی مسافر اپنے اسباب تجارت کو

فروخت کرنے کی غرض سے مکہ میں داخل ہوا۔ عاص بن وائل نے اس سے مال لے کر رکھ لیا،لیکن قیمت ادا کرنے سے انکار کردیا۔ وہ بے چارہ پردیسی مسافر بہت سے لوگوں کے پاس شکایت لے کر گیا لیکن کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا۔ یہاں تک کہ وہ کوہ ابوقبیس پر گیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے اولاد فہر! میرے اوپر ظلم ہوا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ اور آپؐ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے جب اس کی فریاد سنی تو اس کے قریب آئے اس نے سارا ماجرا سنایا۔ آپ عاص بن وائل کے پاس گئے اور فرمایا: اس کی قیمت کیوں نہیں دیتے۔ عاص گھر کے اندر آیا اور پھر مجبور ہوکر اس نے اس مال کی قیمت ادا کردی۔ یہ عہد و پیمان اسی طرح قائم رہا جو بھی مکہ آتا اور اس پر ظلم ہوتا تو آپؐ اس کا حق دلواتے۔ دعوت اسلام کے برسوں بعد بھی حضرت فرماتے تھے کہ میں اب بھی اس عہد و پیمان پر باقی ہوں۔

صفائی و پاکیزگی

آپؐ بچپن سے ہی پاک صاف رہتے تھے اور عرب قبائل کے بچوں کے برخلاف نہایت منظم و مرتّب۔ نوجوانی، جوانی آپؐ ہر دور میں سر مبارک اور محاسن منظم رکھتے اور اس میں کنگھا کرتے تھے۔ جوانی کا دور گذرنے کے بعد بھی جب کہ آپ کی عمر ۵۰ رسال ہوچکی تھی، تو نظافت کا پورا خیال رکھتے تھے، عطر لگاتے تھے۔ میں نے ایک روایت میں دیکھا ہے کہ چونکہ اس وقت آئینہ کا زیادہ رواج نہیں تھا تو آپ شفاف پانی میں اپنے عمامہ اور محاسن شریف کو درست فرماتے، اس کے بعد رفقاء اور دوستوں سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لے جاتے تھے۔

زاہدانہ زندگی کے باوجود سفر میں خوشبو اور سرمہ ساتھ رکھتے تھے اور اس کے پابند تھے۔ چند بار مسواک کرتے تھے۔ دوسروں کو بھی اپنی طرح منظم اور پاک و پاکیزہ رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ سب اسراف اور فضول خرچی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ انسان پرانے اور پیوند دار لباس کے ساتھ بھی منظم و مرتب رہ سکتا ہے۔

آپ لوگوں سے خوشحالی اور ہشاش و بشاش طریقے سے ملتے تھے اگرچہ تنہائی میں سارے ہم و غم ظاہر ہوجاتے تھے لیکن مجمع عام میں کبھی اس کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔

عبادت

ماہ رمضان کے علاوہ، ماہ رجب و شعبان اور سال کے بقیہ ایام میں بھی جب گرمی شدید رخ اختیار کرلیتی تھی، لؤ کا زمانہ ہوتا تب بھی آپؐ روزہ رکھتے تھے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے تو کبھی گناہ ہی نہیں کیا۔ سورۂ فتح میں یہ آیت کریمہ موجود ہے کہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تب آپ اس قدر دعا و استغفار کس وجہ سے کرتے ہیں؟ رسولؐ خدا نے جواب دیا: اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا اتنی نعمتوں کے بعد میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ رہوں۔

حکومتی اخلاق (تدبیر امور)

اگر آپؐ کے حکومتی اخلاق کا مطالعہ کیا جائے تو

بقیہ............صفحہ ۳۹ پر

والوں کی اقتصادی خوشحالی کا بہت کچھ انحصار تھا اس لئے رسولؐ اللہ کا مدینہ کو مرکز بنالینا ان کے لئے بہت بڑا مسئلہ بن گیا اور ان کے سامنے اس کا حل جنگ کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن اس عظیم مدبر نے دشمن کے فکری اور اجتماعی استحکام کی بنیادیں پہلے ہی کھوکھلی کر دی تھیں اور ساتھ ہی مسلمانوں کو اب پوری طرح منظم بھی کر لیا تھا جو آپس میں اخوّت اور اتحاد و اتفاق کے بے پناہ جذبہ سے سرشار تھے اور جس میں سے ہر ایک پیغمبرؐ اسلام کے معمولی سے اشارہ پر اپنا آخری قطرۂ خون بھی بہا دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔

مسلمانوں کے اس مثالی نظم وضبط کے ساتھ آپ نے مدینہ اور گردونواح کے یہودی قبائل کو بھی کافی مراعات دے کر اپنے ساتھ لے لیا یا کم سے کم ان کی مخالفت کے زور کو توڑ دیا۔ مکہ سے لے کر مدینہ تک اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کا یہ ابتدائی نقشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا بنایا ہوا تھا جو وحی والہام کی روشنی میں آپ کے عظیم تدبر کا نتیجہ تھا جس کا پہلا ہی ردِّ عمل یہ ہوا کہ ۲ھ میں بدر کے میدان میں چند گنتی کے نہتے مسلمانوں نے قریش کی ٹڈی دل فوج کو ٹھکانے لگا دیا اور اس بری طرح شکست دی جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی حالانکہ اس جنگ میں مسلمانوں نے یہودیوں یا کسی دوسری قوم سے کسی قسم کی بھی اقتصادی، مالی، فنی یا کسی اور طرح کی کوئی امداد حاصل نہیں کی تھی بے شک رسولؐ کریم عظیم ترین مدبر تھے اور آپ کا تدبر انسانی نسل کے لئے اپنی آپ ہی مثال ہے۔

❁❁❁

بقیہ.........حیات نبیؐ کی جھلکیاں

آپؐ صف اول کے عادل اور صاحب تدبیر تھے۔ وہ قبائلی جنگیں جو عقل بشر کو متحیر کر دیں ان سب کو پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تدابیر اور حکمت آمیز اقدامات سے ختم کر دیا۔

آپؐ خود بھی قانون پر عمل کرتے تھے اور دوسروں کو بھی قانون پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ قرآن گواہ ہے کہ جن اصول وقوانین پر تمام لوگ عمل کرتے تھے حضرتؐ بھی شدت اور دقت سے اسی پر عمل کرتے تھے۔

جب جنگ بنی قریظہ میں مسلمانوں کو فتح ملی اور دشمنوں کو گرفتار کر لیا گیا اس وقت کافی مقدار میں سونا، چاندی اور مال ودولت حاصل ہوا تو بعض ازواج نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ اگر کچھ مال دے دیں تو بہتر ہوگا۔ رسولؐ نے منع کر دیا مزید اظہار ناراضگی میں ایک ماہ تک ازواج سے دوری اختیار کی۔ جس پر سورۂ احزاب کی آیات گواہ ہیں۔

جب آپؐ نے مکہ کو فتح کر لیا تو پھر کسی طرح کا خوف نہ تھا اس لئے آپؐ نے ابوسفیان اور اس جیسے بہت سے سرداروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا۔ بہرحال یہ آپ کے حکومتی اخلاق کے بعض نمایاں پہلو تھے کہ جو جس عمل کا اہل تھا اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ دشمن کے منصوبوں کے مقابلے میں ہوشیار، مومن کے لئے خاکسار اور احکام الٰہی کے سامنے مطیع وفرماں بردار، مسلمانوں کے مصالح کے بارے میں نہایت کوشاں تھے۔

خدایا! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو امت پیغمبرؐ میں سے قرار دے، ہمیں اس بے نہایت عشق والفت کے ساتھ اس دنیا سے اٹھا لے اور روز محشر اپنے نبیؐ کی زیارت سے ہم کو محروم نہ کرنا۔